© rasailojaraid.com

سیدنا معٰویہ رضی اللہ عنہٗ

اور اُن کے بے رحم ناقدین :

آیت تمکین و استخلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قاضی صاحب

قارئین پڑھ چکے ہیں کہ قاضی صاحب کے نزدیک صحابہ کو خلافتِ راشدہ موعودہ والی آیات کے بارے میں علم ہی نہ تھا کہ یہ آیتیں ان چاروں خلفاء گرامی صلوٰۃ اللہ علیہم کے لئے مخصوص ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ اور ان کے حلقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو مذکورہ آیات کے مصداق علم نہ تھا تو کیا سیدنا علی اور ان کے حلقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا علم تھا کہ نہیں ؟ اور اگر انہیں اپنے منصوص اور موعود ہونے کا علم تھا تو کیا انہوں نے اپنے مدِمقابل بزرگوں کو مطلع کیا ۔؟ اگر ایسا بھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا —— تو پھر سوال یہ ہے کہ جناب قاضی صاحب کو اس چھپی ہوئی حقیقت کا کیسے علم ہوگیا ؟ یہ خزانہ ان کے ہاتھ کہاں سے لگا ؟ جبکہ قاضی صاحب اس کے خود معترف ہیں کہ صحابہ کو یہ معلوم ہی نہ تھا تو ظاہر ہے قاضی صاحب کا ماخذ غیر صحابہ عجمی بزرگ ہوں گے جن کی فکری کاوش نے صحابہ کو باطل کہنے کا عجمی ذوق پیدا کیا —— کیا ان بزرگوں کا استدلال ماننا شریعت ہے —؟ شریعت کا جزء ہے —— ؟ نہیں اور ہرگز نہیں —— خلافتِ موعودہ و منصوصہ کا یہ تصور غیر صحابی افراد کی ذاتی رائے و استنباط ہی ہوسکتا ہے ۔ نص قطعی نہیں یہ تو اشارہ النص کے درجہ کی بات بھی نہیں جو صحابہ کے استنباط کے مقابلہ میں یقیناً مرجوح ہے ۔ صحابہ کا استنباط راجح ہے ، صحابہ کا استنباط ماننا وجوب کے درجہ کی بات ہے اور بعد کے لوگوں کی رائے کو ماننا نہ فرض واجب اور نہ ضروریات میں سے ہے اور نہ ہی یہ دین کے ایسے مسائل میں سے ہے کہ جو اس کا انکار کردے اسے فتویٰ کی زد پہ لاکر پھانسی دے دی جائے اور خارجیت جیسا کردہ فتویٰ لگا دیا جائے —— جبکہ غیر صحابی کے استنباط کا منکر صحابہ کے استنبلط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا پیرو ہے۔ صحابہ کا پیروکار خارجی نہیں ہے بلکہ غیر صحابہ کے استنباط کو نص کہنے والا رافضی ہے۔ صحابہ کے پیروکار اجرِ گرامی کے مستحق وگرامی قدر ہیں اور غیر صحابہ کے پیروکار مردود ہیں۔ یہ فردِ جرم تو قاضی صاحب اور اُن کے ہم نواؤں پر عائد ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما پر یا ان کے نیازمندوں پر ہرگز ہرگز عائد نہیں ہوتی امام ابوحنیفہ کے عہد سے قاضی مظہر حسین تک کے لوگ صحابہ کے تفقہ، استنباط، اور استدلال کے سامنے قربان کیے جا سکتے ہیں صحابہ کا قیاس براہِ راست نورِ نبوت سے روشن ہے اور قاضی صاحب کا قیاس ظلمتِ عجم سے مستعار ہے ——— خلافت کا مسئلہ عام فقہی مسائل میں سے نہ تھا کہ صحابہ کی آنکھ سے اوجھل رہ جاتا۔ الائمۃ من قریش کا اعلانِ نبوی وشردہ الہام بھی تو سیدنا عبداللہ ابنِ عباس اور سیدنا معاویہ کے پیشِ نظر تھا اور دونوں بزرگ صحابی خود بھی تو قریش کے سرخیل تھے اور ان بزرگوں کا فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل درست تھا۔

قاضی صاحب اور ان کے عجمی ہم نواؤں کی ترجیحات بے دلیل اور محض کٹ حجتی پر مبنی ہیں اور ان کی تنقیحات سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

۱۔ آیت تمکین وآیت استخلاف صحابہ کے علم میں نہ تھی۔

۲۔ یہ آیات صحابہ کے پیشِ نظر ہی نہ تھیں۔

۳۔ صحابہ کو قرآن کی خلافتِ راشدہ موعودہ کی ترتیب تک کا علم نہ تھا۔

۴۔ دین کا اصولِ خلافت صحابہ کو معلوم نہ تھا۔

۵۔ تشخصِ خلافت کا تعین اور عزل اجتہادی امر نہ تھا بلکہ تشخصِ خلافت بھی منصوص تھا مگر صحابہ کو علم نہ تھا۔ (اعاذنا اللہ من ہذہ الھفوات) (صرف چکوال میں علم کا نزول ہوا۔)

کیا یہ دفاعِ صحابہ ہے؟ کیا یہ سب کچھ صحابہ کے قرآنی منصب کے مطابق ہے؟ کیا یہ بدترین توہین نہیں؟ اور یہ تمام خرافات بے چون وچرا مان لی جائیں تو یہ حقانیت وسنیت ہے اور اگر رد کر دی جائیں تو خارجیت ——— آخر کیوں؟ کیا قاضی صاحب اللہ ورسول سے سند یافتہ ہیں؟ دینی عقل وشعور تو کہتے ہیں یہ گھٹیا درجہ کی شیعیت ہے! کیونکہ قاضی صاحب نے ان تنقیحات کے لیے ذاتی قیاس کو ترجیح دی ہے اور اعلیٰ درجہ کے شیعہ صحابہ کو منبعِ علم اور منزلِ رسالت مان کر ان کے عمل کو تقاضاءِ الٰہی مانتے ہیں ذاتی استنباط کی ٹانگ نہیں اڑاتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قارئین ایک بار پھر غور فرمائیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے پیشِ نظر قرآنی آیت بھی اور حدیثِ رسُول بھی جو درج ذیل ہے :

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطَاناً ——— اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور (ترجمہ شاہ عبدالقادر)

——— انه کان منصوراً [له] اس کو مدد ہوئی ۔ پ ۱۵ بنی اسرائیل

الائمہ من قریش ——— آئمہ قریش میں سے ہوں گے

اس آیت وحدیث سے انہوں نے " استدلال و استنباط کیا جبکہ انه کان منصوراً کی نص بھی روشن روشن موجود ہے ——— حقیقتاً " یہ منصوص ہے اور اگر اسے منصوص نہ بھی مانا جائے اور مستنبط ہی مانا جائے تو بھی دو صحابہ کا استنباط ہے اور اس پر صحابہ کا اجماع ہوا جو حجت ہے اور قاضی مظہر حسین جیسے عام آدمی (صحابہ کے تقابل میں) کا ذاتی جوڑ توڑ قیاس و استخراج لفظ نہیں حجت نہیں واجب القبول بھی نہیں ۔

قاضی صاحب نہ مامور من اللہ ہیں ، نہ مجتہد ، نہ فقیہہ ، نہ امام تاریخ اور نہ ہی مشاجراتِ صحابہ میں جج اور پنچ انہوں نے کس حیثیت میں صحابہ کے بارہ میں اتنے بڑے فیصلے کر دیئے ——— قاضی صاحب !

ع ہر چند عقلِ کل شدہ ای بے جنُوں مباش

صُورتاً اور حقیقتاً " کی بے مغز اور بودی گفتگو :

قاضی صاحب نے اپنے پیش رووں کی اور اپنی فردِ جرم کو حق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر تاویل کے سوا کچھ نہ بن پڑا ۔ قاضی صاحب وضاحت کریں کہ حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت مغیرہ ابن شعبہ حضرت طلحہ ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم و رضوانہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ، کیا انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گناہ گار نافرمان ، فاسق اور باطل (صورتاً " ، حقیقتاً " نہیں) سمجھتے ہوئے بیعت کی تھی ؟ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رض کے حق میں خلافت سے دست بردار ہونے کا جو فیصلہ کیا انہیں صُورتاً " باغی ، باطل ، فاسق ، نافرمان ، گنہگار اور خلافتِ موعودہ سے لاعلم سمجھتے ہوئے کیا تھا ؟ یا انہیں حق دار مان کر کیا تھا ؟ اور پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان کی بیعت انہیں ناحق

© rasailojaraid.com

جان کر کی تھی یا خلافت کا حق دار اور اہل جانتے ہوئے بیعت کی تھی؟ اگر امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت و امامت کبریٰ ایک باغی اور باطل ظالم و فاسق شخص کو سونپی۔ تو پھر یہ تمام ذمہ داری ان کی ہے سیدنا معاویہؓ کی یا دیگر صحابہ کی نہیں! —— قاضی صاحب کے استدلال کی ژولیدگی ملاحظہ ہو کہ جنگِ صفین میں فریقین میں حق و باطل کی تقسیم کے لئے قرآنِ کریم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى [1]	اور حکم ٹالا آدم نے اپنے ربّ کا پھر راہ سے بہکا۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

شاہ صاحب پر اللہ کی رحمت ہو انہوں نے ترجمہ میں ہی دونوں باتیں حل کر دیں لیکن قاضی صاحب کی آنکھ نے یہ نہ دیکھا اور اپنے قیاس کو اپنے استدلال سے مضبوط کرنے کے لئے قرآن کے باقی حوالے بھی بھلا دیئے۔ قرآن کہتا ہے کہ شیطان نے ناصح کا رُوپ دھار کر قسمیں کھا کھا کے آدم و حوا علیہما السلام کو یقین دِلایا تو وہ بہک گئے۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَـكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ [2]	اور ان کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

جب ابلیس نے قسمیں کھا کر دوستی کے لبادے میں انہیں یقین دِلایا تو ان کا بہکنا لازمی امر تھا۔ کیونکہ قسم پر اعتبار اَخلاق عالیہ کا حصّہ ہے اور آدم علیہ السلام جو نبوّت کے لئے تخلیق کئے گئے تھے۔ وہ بھلا اپنے اخلاقِ عالیہ کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتے۔

یہ مسلّمہ کلیہ ہے کہ قرآن کریم اپنی تفسیر خود بھی کرتا ہے جیسا کہ سابقہ آیت سے واضح ہے۔ کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کی طرف جو یہ نسبت کی گئی ہے۔ یہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہے اور محض لفظی بات ہے۔ اور بہکنے اور گمراہ ہونے میں بہت فرق ہے بہکنے کا تعلق آیتِ سابقہ کی وضاحت سے قسم کھا کر نصیحت کرنے والے کے بہکاوے سے ہے یعنی خارجی اثرات کے ماتحت ہے اور غوایت کا تعلق داخلی اور نفسی جذبہ سے ہے جو سیّدنا آدم علیہ السلام میں ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے۔

قرآن کریم کی تیسری آیت کریمہ اس عمل اور واقعہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے گویا ہے :

---

[1] ۱۲ ، پ۱۶ [illegible]

© rasailojaraid.com

فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا ۔۔۔۔ ۹۳ پھر بھول گیا اور نہ پائی اس میں کچھ ہمت ۔۔۔۔ (ترجمہ شاہ عبد القادرؒ)

سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی داخلی ہمت سے اس عمل کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ یہ بہکاوا اور نسیان ہے ۔ ایسے کاش اپنے مخالفوں کو جاہل اور گستاخ کہنے والے اپنی تحریروں، جذبوں اور افکار پر بھی نظر ڈال کر کچھ جھانکنے کی کوشش کریں ۔

قاضی صاحب نے اپنے جس مفروضہ مسلک کو ساری اُمت کا مسلک ثابت کرنے کے لئے قرطاس و قلم کی آبرو کا خون کیا اور تحقیق و دفاع کے آبگینے کو ریزہ ریزہ کیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ وسلامہ علیہم کی ردا ، اجتہاد و استنباط کے جس طرح چیتھڑے بکھیرنے کی خوفناک اور ہلاکت آفریں جسارت کی ہے اور اپنے اس خود ساختہ مسلک کو ثابت کرنے کے لئے جتنے بھی غیر صحابی اشخاص و اکابر کو بطور حوالہ پیش کیا ہے میں پوری دیانتداری سے کہتا ہوں یہ سب غلط ہیں یہ سب خطا کار ہیں بے علم ہیں یہ سب گنہگار ہیں ، یہ سب باطل ہیں یہ سب باغی ہیں یہ سب فاسق ہیں یہ سب ظالم ہیں ۔۔۔۔ کیونکہ انہوں نے نہایت بے دردی ، بے رحمی سے اُمت اور میرے بزرگوں دین و ایمان کے رفیع الشان ستونوں بنی کے وارثوں سیدنا معاویہ

سیدنا طلحہ ۔۔۔۔

سیدنا زبیر ۔۔۔۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ۔۔۔۔

سیدنا عمرو بن عاص ۔۔۔۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری ۔۔۔۔

سیدنا امام حسن بن علی ، سیدنا عبد اللہ بن عباس ، سیدنا عبد اللہ بن عمر ، سیدنا مروان سیدنا نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہم وارضاہ)

اور ان کے ہزاروں صحابہ ، ساتھیوں کو رافضیوں کی طرح باغی ، باطل ، فاسق ، نافرمان ، گناہ گار ، ظالم ، لاعلم اور خطا کار کہا ہے ۔ یہ تمام بدتمیزی کے جملے ، فیصلے اور "تمغے" ایرانی نسل خبیث کے رد افض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے صحابہ کے بارے میں لکھے ہیں ——— یہ الفاظ شیعہ شنیعہ کا مؤقف بیان کرتے ہیں ——— اہلِ سُنّت والجماعت کا موقف ہرگز بیان نہیں کرتے۔ ان حضرات کی گفتگو اور استدلال کا وزن سبائیوں تبرائیوں کے پلڑے میں پڑتا ہے صحابہ کے پلڑے میں نہیں پڑتا۔ وہ بات ہی کیا ہوئی جس کے لئے پھرتا ویلوں کا سہارا لینا پڑے، قرآن کریم نے صحابہ پر لگائے گئے تمام الزامات دھوڈالے ہیں، خواہ وہ نزولِ قرآن سے پہلے یا بعد ہی کیوں نہ لگائے گئے ہوں ——— اور کسی بھی عہد کے ہوں ——— اور کسی کی طرف سے ہی کیوں نہ لگائے گئے ہوں ——— قاضی صاحب اور ان کے محوّلہ افراد و اشخاص سیّدنا معاویہؓ اور ان کے حلقہ مر احباب کے مقابلہ میں کچھ بھی تو نہیں اگر مذکورہ بالا غلیظ و ثقیل الفاظ ان صحابہ کے بارے میں لکھتے ہوئے ان تمام لوگوں کو "اجر" ملے گا اور یہ مسلکِ حقّہ سے بھی خارج نہیں ہوتے اور نہ ہی صحابہ کی تنقیص ہوتی ہے تو میں اپنے جیسے لوگوں کو یہی "تحفے" اگر لوٹا دوں اور یہی تمغے انکی پیشانیوں پر سجا دوں تو بُرا کیا ہے کہ مراد آبادی مردوں کے لئے یہ صحرائی چادر بُری نہیں ——— قاضی صاحب اور ان کے متبعین صحابہ کے بارے میں مذکورہ قبیح و شنیع الفاظ واپس لے لیں تو میں بھی قلم زن کردونگا ——— ورنہ اپنی جنگ رہے گی۔

واللہ اعلم بما تخفی الصدور، واللہ اعلم باعدائکم وکفیٰ باللہ ولیاً وکفیٰ باللہ نصیراً ———

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسمِ اعظم

حضرت ابراہیم ادہمؒ سے پوچھا گیا کیا آپ اسمِ اعظم جانتے ہیں؟ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا۔ جی ہاں اسمِ اعظم یہ ہے کہ تم اپنے پیٹ کو حرام لقمے سے اور دل کو دُنیا کی محبت سے پاک وصاف رکھو۔ پھر تم خدائے پاک کے جس نام کو بھی پڑھو گے وہ اسمِ اعظم ہوگا۔

دارالسّعید

مقام وڈاکخانہ حویلیاں ضلع ایبٹ آباد ہزارہ

© rasailojaraid.com